روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۴۔ رجب ۱۴۱۱ھ، ۲۱۔ صلح ۱۳۷۰ ہش، ۲۱۔ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ کی تخلیق پر غور کرنے کی ہدایت

"زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرنا اور دن اور رات کے بدلنے پر غور کرنا ذکر الٰہی کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر صاحب عقل ہو، تم صاحب ہوش ہو تو ہم تمہیں یہ طریق بتاتے ہیں کہ ہمیں یاد کرنے کے لئے ہماری تخلیق پر غور کیا کرو"
(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دعا کا اصول یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولِ دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے، لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارا مانگیں، تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارا لے کر ہاتھ جلالے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔ میں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہمارا علم یقینی اور صحیح نہیں ہوتا۔ بہت سے کام نہایت خوشی سے مبارک سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنے خیال میں ان کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال کرتے ہیں، مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہو کر چمٹ جاتے ہیں۔"
(ملفوظات جلد اوّل جدید صفحہ ۶۷)

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ضلع شیخوپورہ دس پندرہ دن سے بعارضہ نمونیہ بیمار ہیں۔
احباب جماعت سے چوہدری صاحب موصوف کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ گذشتہ دنوں مکرم سید محمد بشیر آف پھگر کا مخالفین نے پھگر میں دو منزلہ مکان بمعہ سامان اور فرنیچر وغیرہ آگ لگا کر جلا دیا ہے۔ جس سے ان کا چھ سات لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔
احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے نقصان کی تلافی فرمائے اور دشمنوں کے شر سے انہیں محفوظ رکھے۔

مرزا خورشید احمد
ناظر امور عامہ

دعا کے سوا کوئی حل نہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
"ہم تو پہلے بھی دعائیں کرنے والے لوگ ہیں۔ لیکن آج کی دنیا میں ان حالات کے پیش نظر ... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دعا کے سوا آج ان دنیا کی امراض اور اُمت مسلمہ کی امراض کا کوئی چارہ نہیں۔ اور اہلِ مغرب کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا ان کو عقل دے"
(الفضل ۱۵۔ ستمبر ۱۹۹۰ء)

موصیان کرام

آپ جب بھی ربوہ آئیں تو دفتر وصیت سے رابطہ کریں اور اپنا حساب کتاب درست کروائیں تا کسی قسم کی کوئی دقت نہ پیش آئے
(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

معاشرہ کی برائیوں سے دور رہنے کیلئے ضروری ہے کہ آپ دُوسروں سے الگ نظر آئیں

اقتباس از خطاب فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"عام طور پر نوجوان کو ٹوپی پہننے کا جو سب سے بڑا نقصان نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ باقی سوسائٹی جو اس وقت کلیتہً آزاد ہوتی چلی جارہی ہے اور غیر ذمہ دار ہوتی چلی جارہی ہے اس میں وہ ایک مولوی کے طور پر شمار ہوگا۔ دنیا سمجھے گی ایک بیوقوف سا لڑکا ہے جو اگلے وقتوں کا آدمی ہے۔ اور عجیب و غریب اس کی شخصیت ہے۔ حالانکہ میں تو اللہ کے فضل سے بڑا ذہین ہوں میں تو بڑا تیز طرار ہوں۔ میں کیوں اس قسم کے بیوقوف لڑکوں میں شمار ہوں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ٹوپی اتار کر پھینکوں اور ان جیسا نظر آؤں۔ دراصل یہ ایک احساس کمتری ہے جو ٹوپی نہ پہننے کا سبب ہے۔ لیکن اگر انسان غور کرے تو ہمیں اس کے کردار کی تعمیر کے لئے ایک خزانہ موجود ہے۔ انسان سوچے کہ مجھے دنیا کی باتوں کی کیا پرواہ ہے میں نے تو اپنے اندر عمدہ کردار پیدا کرنا ہے۔ اعلیٰ مقاصد کی خاطر میں زندہ ہوں کچھ اور لوگوں کے لئے اور کسی اور ذات کو خوش کرنے کے لئے۔ اور وہ ایک ذات اللہ کی ذات ہے۔ اس لئے میں اپنی طبیعت اور اپنے مزاج کو اس کے مطابق ڈھالوں گا۔ وہ لوگ اللہ والے لوگ ہیں جنہوں نے معاشرہ کی تعمیر میں اللہ سے سیکھ کر عظیم الشان کام کئے ہیں اور ان کے مزاج کے مطابق اگر اسے اخلاق ڈھلنے لگے۔ اس نیت کے ساتھ کہ اللہ کو راضی کرنا ہے اور اللہ کی خاطر جو معاشرہ قائم کیا گیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ذریعہ (.........) اس معاشرہ کو میں نے قائم کرنا ہے مجھ پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں باقی لوگوں سے مختلف ہوں۔ اس لئے جب آپ خدا کی خاطر ایک نئے معاشرہ کو جنم دینے کی نیت کے ساتھ ایک ایسا فعل کرتے ہیں جو دنیا کی نظروں میں معیوب اور اگلے وقتوں کا فعل ہے تو آپ کے دل سے ایک عزت کی آواز اٹھے گی آپ کے دل میں ایک دلولہ پیدا ہوگا جس کے نتیجہ میں آپ کے کردار کی تعمیر ہوگی۔ آپ محسوس کریں گے کہ یہ بے وقوف نہیں جانتے کہ میں کیوں ایسا کر رہا ہوں۔ ان کی ہنسی پر آپ کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ جتنا مجھ پر مذاق کر رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں۔ ان کو کیا پتہ کہ میں اپنے اللہ کی نظر میں اور پیارا ہو رہا ہوں۔ ان کو نہیں پتہ کہ خدا کی نظرِ محبت مجھ پر پڑ رہی ہے۔ پس جب چھوٹی سی عمر کا نوجوان معاشرہ میں بہہ جانے کی بجائے صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ایک فعل کر رہا ہوتا ہے تو اس کے کردار کی تعمیر میں جو عظیم الشان

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۲۱ ۔ جنوری ۱۹۹۱ء

علم یا ڈگری

علم کا حصول ضروری ہے یا ڈگری کا ۔ یہ ایک خاصا اُلجھا ہوا مسئلہ ہے ۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ڈگریاں تو حاصل کر لی جاتی ہیں ۔ لیکن طالبعلم صحیح معنوں میں علم نہیں حاصل کرتے ۔ علم سے کورے رہتے ہیں ۔ انہیں چاہیئے کہ ڈگری کی بجائے علم کی طرف زیادہ توجہ دیں ۔

یہ مسئلہ طلباء کو پریشان کرنے والا ہے ۔ اگر طالبعلم احباب کی امید کے مطابق علم حاصل کرتا رہے اور خوب علم حاصل کرے لیکن ڈگری حاصل نہ کر سکے تو شائد بعض علم دوست تو خوش ہوں لیکن وہ خود بے روزگاری کی وجہ سے ناخوش ہی رہے گا ۔ ملازمت زندگی کا ایک لازمہ ہے ۔ یا کوئی بھی اور کام ۔ اس کے بغیر انسان گذارہ کس طرح کرے اور ملازم رکھنے کے لئے علم تو پرکھا نہیں جاتا ۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ ایم ۔اے یا ایم ۔ ایس ۔سی کی ضرورت ہے لیکن اگر ڈگری کا ذکر نہ کیا جائے تو علم کی مقدار کا پیش کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے ۔

دراصل بات یہ ہے اس مسئلہ کو صرف اس طرح حل کیا جا سکتا ہے کہ ڈگری کا حصول نہائت ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ علم کا حصول بھی ۔ طالبعلم جانتے ہیں کہ کالجوں میں سکولوں میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے ۔ درسی کتابوں کے علاوہ پروفیسر صاحبان غیر درسی کتابوں کی طرف بھی اشارے کرتے رہتے ہیں ۔ اور دراصل یہ غیر درسی کتابیں ہی علم بڑھاتی ہیں ۔ اگر طالبعلم یہ عادت ڈال لے کہ درسی کتب کے ساتھ اس نے اپنا علم بڑھانے کے لئے غیر درسی کتابوں کا بھی مطالعہ کرنا ہے تو یقیناً وہ معاشرہ کو یہ تسکین مہیا کر سکے گا کہ اس نے صرف ڈگری حاصل نہیں کی بلکہ علم بھی حاصل کیا ہے ۔ بات یہ ہے کہ مطالعہ کی طرف رجحان بڑھنا چاہیئے ۔ ہر قسم کا اچھا اور مفید مطالعہ ۔ ہمارے طالبعلموں کو خود بھی اس پر غور کرنا چاہیئے اور ہمارے اساتذہ کرام کو بھی طالبعلموں کی اس طرف رہنمائی کرنی چاہیئے ۔ خدا کرے کہ ہمارے طالبعلم ڈگری بھی حاصل کریں اور علم بھی ۔

کس کے ہاتھ پہ کس کا خوں ہے
کس نے کس کا نام پکارا
کس نے کس کو ظاہر کر کے
جرم سے پایا ہے چھٹکارا

ابوالاقبال

میں سلطان القلم کی اک سپاہی
مری دولت قلم ، کاغذ ، سیاہی

سرِ عرشِ معلّیٰ میرا ہادی
مرا حافظ ہے خود عالم پناہی

مری منزل رضائے ربِّ رحماں
کبھی میں نے کوئی دولت نہ چاہی

میں ہوں شاہِ جہانِ فکر و احساس
فقیری میں بھی کی ہے بادشاہی

کیا سنگسار نا اہلوں نے مجھ کو
یہ کافی ہے ثبوتِ بے گناہی

میں لکھوں خوب لکھوں اور مقصد
فقط تیری رضا ہو یا الٰہی

نہیں ہو پیش منظر جب وہ ہستی
پسِ منظر سیاہی ہی سیاہی

لپک کر گود میں بھرتی ہے منزل
طلب میں اُس کی جب نکلے ہیں راہی

امۃ الباری ناصر

تحریک وقفِ نو

۱ ۔ ۳ ، اپریل ۱۹۸۷ء سے قبل کے بچوں کی درخواستیں وقفِ اولاد کے تحت براہِ راست وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائی جائیں کیونکہ وقفِ نو میں وہ بچے شامل کئے جا رہے ہیں جو ۳ ، اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے ۔

۲ ۔ جو احباب وقفِ نو میں شمولیت کے لئے حضور انور کی خدمت اقدس میں خط تحریر کریں وہ بچے کا نام ، بچے کے والد / والدہ اور دادا کا نام اور پورا پتہ ضرور تحریر کریں ۔ فارم وقفِ نو مربیان سے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔

۳ ۔ جن احباب کو وقفِ نو کے فارم بھجوائے گئے ہیں وہ جلد از جلد ان فارموں کو پُر کر کے واپس بھجوائیں کیونکہ ان کی وجہ سے ریکارڈ کی تیاری کا کام مکمل نہیں ہو رہا ۔

۴ ۔ جو احباب اپنے وقف شدہ بچوں کی تصاویر حضور انور کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں وہ تصویر کی پُشت پر بچے کا نام اور والد کا نام اور پتہ اور اگر حوالہ وقفِ نو معلوم ہو تو ضرور درج کریں تاکہ شعبہ وقف نو کو معلوم ہو سکے کہ کس کی تصویر ہے ......

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

اگر تقدیر نہ ہوتی تو پہلا نقصان یہ ہوتا کہ انسان نہ دین میں سکھ پا سکتا نہ دنیا میں ۔ میں نے بتایا ہے کہ ایک تقدیر یہ ہے کہ آگ جلاتے ۔ پانی پیاس بجھاتے یعنی وہ احکام جن کے ذریعہ سے خواص الاشیاء مقرر کئے گئے ہیں۔ اسی قاعدہ سے فائدہ اٹھا کر دُنیا اپنا کاروبار کر رہی ہے ۔ ایک زمیندار گھر سے دانہ لے جاکر زمین میں ڈالتا ہے ۔ گویا بظاہر اس کو ضائع کرتا ہے ۔ مگر کیوں ؟ اس لئے کہ اسے امید ہے کہ اُگ کر ایک دانہ کے کئی کئی دانے بن جائیں گے ۔ لیکن اسے یہ اُمید اور یہ یقین کیوں ہے ؟ اس لئے کہ اسکا باپ ، اس کا دادا ، اس کا پردادا جب جب اس طرح کرتا رہا ہے ایسا ہی ہوتا رہا ہے ۔ اور خدا نے یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ جب دانہ زمین میں ڈالا جائے تو اس کے اُگنے سے کئی دانے پیدا ہو جائیں لیکن اگر یہ قاعدہ مقرر نہ ہوتا بلکہ اس طرح ہوتا کہ زمیندار کو کنک کی ضرورت ہوتی اور وہ کنک بوتا تو کبھی تو کنک اگ آتی۔ کبھی کیکر اُگ آتا ۔ کبھی انگور کی بیل نکل آتی وغیرہ وغیرہ تو کچھ مدت کے بعد زمیندار اس بونے کے فعل کو لغو سمجھ کر بالکل چھوڑ دیتا۔ اور اپنی محنت کو ضائع خیال کرتا اسی طرح اب تو سُنار کو یقین ہے کہ سونا جب آگ میں ڈالوں گا تو پگھل جائے گا اور پھر جس طرح اس سے چاہوں گا زیور بنا لوں گا ۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ یہ ہوتا کہ سُنار کو کوئی کڑے بنانے کے لئے سونا دیتا اور وہ جب اسے پگھلاتا تو وہ چاندی نکل آتی یا کوئی چاندی دیتا تو وہ پیتل نکل آتی کیونکہ کوئی قاعدہ مقرر نہ ہوتا تو کیا حالت ہوتی ۔ یہی کہ بیچارے سُنار کو مار مار کر اُس کی ایسی گت بنائی جاتی کہ وہ اس کام کے کرنے سے توبہ کر لیتا ۔ اسی طرح لوہار جب لوہے کو گرم کر کے اس پر ہتھوڑا مارتا کہ اسے لمبا کرے ۔ لیکن وہ کبھی خود بنتا جاتا ۔ کبھی ہاون کی شکل اختیار کر لیتا ۔ یا وہ کدال بناتا تو آگے تلوار بن جاتی اور اسے پولیس پکڑ لیتی کہ ہتھیار بنانے کی اجازت تم کو کس نے دی ہے ۔ یا اسیطرح ڈاکٹر تپ کے اُترنے کی دوائی دیتا لیکن اس سے کھانسی بھی ہو جاتی تو ڈاکٹروں کی کون سُنتا اب تو اگر کسی کو کھانسی ہو تو ایک زمیندار بھی کہتا ہے کہ اسے بنفشہ پلاؤ۔ کیونکہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اس سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر یہ قانون مقرر نہ ہوتا بلکہ یہ ہوتا کہ کبھی بنفشہ پلانے سے کھانسی ہو جاتی اور کبھی بخار بڑھ جاتا ۔ کبھی قبض ہو جاتی اور کبھی دست آ جاتے ۔ کبھی بھوک بند ہو جاتی اور کبھی زیادہ ہو جاتی تو کون بنفشہ پلاتا ۔ بنفشہ تب ہی پلایا جاتا ہے کہ خدا نے مقرر کر دیا ہوا ہے کہ اس سے خاص قسم کی کھانسی کو فائدہ ہو ۔ اسی طرح زمیندار تب ہی غلّہ گھر سے نکال کر زمین میں ڈالتا ہے کہ اسے یقین ہے کہ گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتا ہے ۔ اگر اسے یقین نہ ہوتا تو کبھی نہ نکالتا وہ کہتا نہ معلوم کیا پیدا ہو جائے گا میں کیوں اس غلہ کو بھی ضائع کروں لیکن اب وہ اس لئے مٹی کے نیچے گندم کے دانوں کو دباتا ہے کہ خدا نے تقدیر مقرر کی ہوئی ہے کہ گندم سے گندم پیدا ہو ۔ اسی طرح روٹی کھانے سے پیٹ بھرتا ہے ۔ لیکن اگر ایسا ہوتا کہ کبھی ایک لقمہ سے پیٹ بھر جاتا اور کبھی کوئی سارا دن روٹی کھاتا رہتا اور پیٹ نہ بھرتا تو پھر کس کو ضرورت تھی کہ کھانا کھاتا اور کیوں پیسے ضائع کرتا ۔ یا گھر میں آگ جلانے سے کھانا پکایا جاتا ہے ۔ لیکن اگر یہ ہوتا کہ کبھی سارا دن پھلکا توے پر پڑا رہتا اور آگ جلتی رہتی لیکن وہ گیلے کا گیلا ہی رہتا اور کبھی آٹا ڈالتے ہی جل جاتا اور کبھی سینک لگنے سے پھلکا پکنے لگتا اور کبھی موٹا ہو کر ڈبل روٹی بن جاتا تو کون پھلکے پکانے کی جرات کرتا ۔ اسی طرح کبھی ساگ کچا رہتا اور کبھی پک جاتا تو کون پکاتا ۔ یا اب معلوم ہے کہ مصری ڈالنے سے چیز میٹھی ہو جاتی ہے ۔ لیکن اگر ایسا ہوتا کہ کبھی مصری ڈالنے سے میٹھی ہو جاتی ۔ کبھی کڑوی ۔ کبھی نمکین اور کبھی کھٹی ۔ کبھی کسیلی اور کبھی کسی اور مزے کی تو کیا کوئی مصری یا کھانڈ کو استعمال کر سکتا۔

یہ جس قدر کارخانہ عالم چل رہا ہے اس کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ مسئلہ تقدیر ہے ۔ خدا تعالےٰ نے مقرر کر دیا ہے کہ میٹھا میٹھے کا مزہ دے کھٹا کھٹے کا مزہ دے ۔ آگ سے کھانا پکے ۔ روٹی سے پیٹ بھرے ۔ وغیرہ وغیرہ اور لوگوں نے اس کا تجربہ کر لیا ہے ۔ پس وہ ان باتوں کے لئے روپیہ صرف کرتے ہیں ۔ محنت برداشت کرتے ہیں ۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا کا جتنا کاروبار اور جتنی ترقیاں ہیں ۔ وہ سب تقدیر کے مقرر ہونے کی وجہ سے ہیں ۔ اگر یہ نہ ہوتی تو یہ دُنیا ہی نہ ہوتی ۔ اور اس کا کارخانہ نہ چل سکتا ۔ پس انسان کی زندگی تقدیر کے ساتھ قائم ہے ۔ کیونکہ انسان کھانے پینے اور دوسری ضروریات کے پورا ہونے سے زندہ رہ سکتا ہے اور ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے وہ بھی محنت کرتا ہے ۔ جب وہ جانتا ہے کہ میری کوشش کا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا ۔ اگر کوئی قاعدہ مقرر نہ ہوتا تو وہ محنت بھی نہ کرتا اور زندہ بھی نہ رہتا ۔

فرماتا ہے ۔ (   )

کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ زمین میں ہم نے کس طرح قسم قسم کی اعلیٰ ترکاریاں اور پھل وغیرہ پیدا کئے ہیں ۔ اگر وہ اس پر غور کرتے تو انکو معلوم ہو جاتا کہ دین کے معاملے میں بھی خدا ایسا ہی کریگا ۔ اور اعلیٰ روحانی نعمتیں بھیجے گا جو روح کی غذا بنیں گی اور اعلےٰ قسم کے انسان پیدا کریگا ۔ جو ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ ہونگے ۔ اور گو یہ لوگ ابھی خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے مگر تیرا رب بڑا غالب اور رحم کرنے والا ہے ۔ وہ ضرور ایسی تدبیر کریگا ۔ جس سے دنیا پر اسکی بادشاہت قائم ہو جائے گی اور اسکے رحم کا لمبا سلسلہ انسانوں کے لیے جاری ہو جائیگا ...... پس اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمام نباتات نر و مادہ کی حیثیت رکھتی ہیں یعنی ان میں کچھ نر پودے ہوتے ہیں ۔ اور کچھ مادہ اور جب وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں تب فصل پیدا ہوتی ہے ۔ اسی لیے ماہرین زراعت کہا کرتے ہیں کہ باغوں میں شہد کی مکھیاں رکھنی چاہئیں کیونکہ وہ نر درخت پر بیٹھ کر اس سے نر کا نطفہ لیتی ہیں اور مادہ درخت پر جاکر رکھ دیتی ہیں جسکی وجہ سے اسے خوب پھل آتا ہے ۔ عرب لوگ کھجور کے متعلق اس حقیقت کو جانتے تھے اور وہ نر اور مادہ درختوں کو آپس میں ملایا کرتے تھے ۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم نہیں تھا ۔ ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھجور کے نر درختوں کو مادہ کھجوروں سے ملا رہے ہیں ۔ آپ ؐ نے فرمایا کیا کرتے ہو ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ ہم تو نر کو مادہ پر ڈالتے ہیں ۔ تاکہ فصل اچھی ہو ۔ آپ ؐ نے فرمایا اسکا کیا فائدہ ؟ جو پھل پیدا ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے ۔ انہوں نے یہ سن کر چھوڑ دیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ انکی فصل ماری گئی ۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ہماری تو فصل اچھی نہیں ہوئی ۔ آپ ؐ نے فرمایا کیوں ۔ انہوں نے کہا آپ ؐ نے جو فرمایا تھا کہ نر کا مادہ مادینہ کھجوروں پر نہ ڈالو ۔ آپ نے فرمایا میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں ۔ یہ علم تو تم جانتے ہو مجھے معلوم نہیں اسلئے تم وہی کرو جسے علمی لحاظ سے تم صحیح سمجھتے ہو ۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں ذاتی طور پر کوئی علم نہیں تھا ۔ مگر اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ تمام نباتات آپس میں جوڑا جوڑا ہیں بلکہ سورۃ ذاریات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ......

یعنی نر و مادہ صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ہیں جمادات میں بھی نباتات میں بھی ہیں اور حیوانات میں بھی ہیں ۔ اب تو بعض سائنس دان اس تحقیق میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ وہ دھاتوں میں بھی نر و مادہ کے قائل ہو گئے ہیں ۔ ایک سائنسدان کی کتاب میں میں نے پڑھا کہ ٹین بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ٹین نر ہوتا ہے اور ایک مادہ ہوتا ہے اور وہ بھی ایک دوسرے کے اثر کو قبول کر کے ایک نئی شکل اختیار کر لیتے ہیں ۔ مگر خدا تعالیٰ اس سے بھی اوپر جاتا ہے ۔ اور فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے اور یہ چیز کے لفظ میں نباتات بھی آ جاتی ہے حیوانات بھی آجاتے ہیں ۔ جمادات بھی آجاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ذرات عالم اور مجموعہ ذرات عالم بھی آجاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑا بنایا ہے تو اسکے معنے یہ ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے سوا باقی ہر چیز کا جوڑا ہے ۔ اور کوئی چیز اپنے جوڑے کے بغیر صحیح نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی جس طرح مادی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے ۔ اسی طرح روحانی دنیا میں انسانی روح خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی رحمت کا جوڑا ہے اور جب تک الٰہی فضل انسانی روح سے آکر نہ ملے اس وقت تک روحانی نسل کا سلسلہ قائم نہیں ہو سکتا مجھے یاد ہے میں ابھی بچہ ہی تھا کہ میں نے ایک دفعہ رویاء میں دیکھا کہ میں امرتسر میں ہوں وہاں ملکہ کا ایک بت تھا جو سنگِ مرمر کا بنا ہوا تھا ۔ اور اسکے ارد گرد ایک چبوترا تھا اور وہ بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا ۔ اور چبوترے پر چڑھنے کیلئے سنگ مرمر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں ۔ میں نے رویاء میں دیکھا کہ ان سیڑھیوں پر تین چار سال کا ایک بچہ کھڑا ہے جو نہایت حسین اور صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ہے اور آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے ۔ رویا میں میں سمجھا ہوں کہ یہ مسیح علیہ السلام ہیں تھوڑی دیر کے بعد آسمان پھٹا اور اس میں سے ایک چیز زمین کی

باقی صـــ۶ـــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر اعجاز احمد قمر - کینیڈا

محترم ڈاکٹر غلام اللہ صاحب تمغۂ قائدِ اعظم

مکرم ڈاکٹر چوہدری غلام اللہ صاحب نے ۲۱ نومبر ۱۹۹۰ء کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں وفات پائی (ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور ہم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)

مکرم ڈاکٹر صاحب کی تاریخ پیدائش ۱۳ جنوری ۱۹۱۳ء ہے۔ آپ ضلع ہوشیارپور میں اپنے ننھیال کے گاؤں ٹھگلانہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۱ جنوری ۱۹۷۲ء کو ڈائریکٹر بیالوجیکل سائنسز پاکستان فارسٹ انسٹی ٹیوٹ پشاور کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر ماڈل ٹاؤن لاہور میں سکونت اختیار کی۔ اور وہیں سے رحلت فرما گئے۔

آپ زراعتی کالج (لائلپور) کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور ہائی سکول سے یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کر کے اس کالج میں داخل ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں کالج سے ڈگری حاصل کر کے آپ LOCUST RESEARCH (مکڑی کی تحقیق) پر متعین ہوئے ۱۹۳۶ء میں ڈاکٹر صاحب امپیریل زرعی ریسرچ ادارہ (نئی دہلی) میں منتخب ہو گئے۔ یہ ادارہ زراعت کی تحقیقات کیلئے ہندوستان میں بلکہ سارے ایشیاء میں سب سے بڑا ادارہ تصور کیا جاتا تھا۔ اس ادارہ میں ڈاکٹر صاحب نے بہت گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس ادارہ کو میاں سر فضل حسین مرحوم (ممبر وائسرائے کونسل) کی سرپرستی حاصل تھی۔

۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ ہندوستان کے ریگستانی علاقوں میں مکڑی (ٹڈی دل) نے بہت زور پکڑا۔ حکومت نے آپ کو بہاولپور میں اس مکڑی کو تلف کرنے کے لئے اپنا خاص آفیسر مقرر کر دیا۔ جو کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی دعاؤں کے نتیجہ میں تھا۔ حکومت کی نظر میں ٹڈی کو تلف کرنے کا کام بہت اہم تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کے کام کو خاص طور پر نوٹ کیا گیا۔ آپ اپنی حسنِ کارکردگی کی وجہ سے محکمہ میں بہت معروف ہو گئے۔ اور افسران بالا ان سے بہت متاثر ہوئے۔ اور آپ کو تربت مکران اور گوادر میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔

اس کے بعد ڈاکٹر غلام اللہ صاحب کو کوئٹہ میں ایک بہتر ملازمت مل گئی۔ جو بلوچستان حکومت کے ماتحت ENTA-MOLOGIST کی پوسٹ تھی۔ ۱۹۴۴ء میں آپ کو سرکاری کام سے لائلپور زرعی کالج جانا پڑا۔ یہ وہ سال ہے جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے " " ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ لائلپور سے فارغ ہو کر اپنے والد صاحب کو گاؤں سے لے کر ہوشیارپور کے جلسہ خاص میں شامل ہوئے۔ یہ جلسہ نامساعد حالات میں ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء بروز اتوار ۳ بجے بعد دوپہر ہوشیارپور شہر کی کنک منڈی میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے حالات میں لکھتے ہیں

"یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ میں گوادر مکران سے ہوشیارپور پہنچ گیا۔ اور اس مقدس تقریب میں باپ بیٹے کو شمولیت کی توفیق نصیب ہوئی"

ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۷ء بلوچستان میں کام کیا۔ باغات میں کیڑے مکوڑوں کے انسداد کے کام میں ایک نئی روح ڈالی۔ خاص طور پر سیب کے پھلوں کے نقصان دہ کیڑوں کا انسداد کیا۔ چیف کمشنر کی طرف سے سبی کے سالانہ دربار میں سندِ خوشنودی عطا ہوئی۔

۱۹۴۷ء میں ڈاکٹر صاحب تبدیل ہو کر نئی دہلی چلے گئے۔ آپ نے اپنی مطبوعہ ریسرچ امپیریل زرعی ادارہ کو پیش کی۔ اس پر آپ کو ادارہ کا ڈپلومہ دیا گیا۔ جو کہ ایم۔ ایس سی کے برابر سمجھا جاتا تھا بلکہ اس سے بھی بالا۔ بعد میں یہ ڈپلومہ امریکہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے میں بہت کارآمد ثابت ہوا۔

پاکستان کے قیام کے بعد ڈاکٹر صاحب کراچی میں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں منتقل ہو گئے۔ آپ کراچی تو آ گئے لیکن اب اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو ضلع ہوشیارپور سے لانے کا مسئلہ تھا۔ اس بارے میں ڈاکٹر صاحب سکھوں کی ایک قابلِ قدر امداد کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ وہ کچھ اس طرح ہے۔ کہ بہت تگ و دو کے بعد ڈاکٹر صاحب کو ایک ٹرک الاٹ ہو گیا جس میں وہ اپنے لواحقین کو ہندوستان سے پاکستان لا سکیں۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب کے چھوٹے بھائی میجر عبدالقادر خاں (حال ناظر دیوان ربوہ) بھی اپنی ملازمت سے چھٹیوں پر ہوشیارپور میں ہی تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو اپنے بھائی سے مل کر کچھ عزیزوں کو موضع نندا چور سے لانا تھا۔ نندا چور کا راستہ کچا تھا اور بارشوں کی وجہ سے بہت خراب تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے جس ٹرک کا انتظام کیا تھا اس میں ایک پاکستانی ڈرائیور تھا اور انڈین آرمی کے تین عیسائی مدراسی جوان حفاظت کے لئے ان کے ساتھ تھے۔

راستہ میں، ایک موضع دھامیاں تھا۔ یہ خاص سکھوں کا گاؤں تھا۔ اس موضع کے سکھوں نے ڈاکٹر صاحب کے ٹرک کو حفاظت سے گذارنے میں بہت مدد کی راستہ چونکہ بہت خراب تھا۔ سکھوں نے آری سے بڑی بڑی شاخیں کاٹ کر راستہ صاف کیا۔ لیکن ٹرک پھر بھی ایک برساتی نالہ میں پھنس گیا۔ گاؤں کے سکھوں نے خود ٹرک کو اس کھڈ سے نکالا۔ جو کہ بہت جان جوکھوں کا کام تھا۔ پھر اس ٹرک کو پنڈوری کے کیمپ لایا گیا جہاں ڈاکٹر صاحب کے والدین ان کے انتظار میں تھے۔

ڈاکٹر غلام اللہ صاحب کو ایک سعادت یہ نصیب ہوئی کہ آپ نے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ربوہ کی بنیاد رکھنے کے لئے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ اس سعادت کو اپنی خوش بختی جان کر اس واقعہ کو اکثر یاد کیا کرتے تھے۔

۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۱ء کا عرصہ ڈاکٹر صاحب نے EAST LANSING MICHIGAN (U.S.A) میں پی ایچ ڈی کرنے میں گذارا۔ جہاں آپ کو قابلیت کے وظیفہ پر جانے کا موقع ملا۔

امریکہ سے واپسی پر آپ کو QUARANTING ENTOMOLOGIST متعین کیا گیا۔ لیکن اس کے جلد بعد ہی آپ کی تعیناتی بطور فارسٹ اینٹامالوجسٹ ایبٹ آباد میں ہو گئی۔ ۱۹۵۴ء میں آپ جماعت ایبٹ آباد کے صدر منتخب ہوئے اور وہاں آپ کی سرکردگی میں بیت الذکر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور ۱۹۵۶ء میں آپ ہی کی کوششوں سے امام جماعت احمدیہ (الثانی) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (اللہ آپ سے راضی رہے) کا ایبٹ آباد کا تاریخی دورہ ہوا۔ جب کہ حضور حضرت سید احمد بریلوی ؒ کے مزار پر تشریف لے گئے جو کہ بالاکوٹ میں واقع ہے۔ حضور کے ساتھ جانے والوں میں قاضی محمد یوسف مردان۔ خان سرفراز خان درانی۔ ڈاکٹر سید اقبال حسین۔ میاں غلام محمد اختر۔ سید بشیر آف بھگھ۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ۔ مرزا عبداللہ جان اور مولوی عبدالرحمٰن انور شامل تھے۔

پاکستان فارسٹ انسٹی ٹیوٹ ۱۹۶۰ء میں ایبٹ آباد سے پشاور منتقل ہو گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب بھی اپنی فیملی کے ساتھ پشاور آ گئے۔ جہاں سے آپ بطور ڈائریکٹر ۱۹۷۱ء میں ریٹائر ہوئے۔

۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر غلام اللہ کو پاکستان اکیڈیمی آف سائنسز کا فیلو منتخب کیا گیا۔ جو کہ پاکستان کا سب سے بڑا سائنس کا ادارہ ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۶۹ء کو صدر پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کو تمغۂ قائد اعظم دیا گیا۔ جو کہ اس وقت کے گورنر پنجاب جنرل عتیق الرحمٰن نے گورنر ہاؤس لاہور میں پیش کیا۔

ڈاکٹر صاحب کے بارے میں مجھے اس وقت معلوم ہوا جب میں ۵۵-۱۹۵۴ء میں زراعتی کالج لائلپور (موجودہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد) میں پڑھتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب وہاں اینٹامالوجی کے مضمون کے ممتحن بن کر آیا کرتے تھے۔ ایک دن میرے استاد پروفیسر خواجہ عبدالحق نے بلا کر مجھ سے پوچھا کہ کیا "تم احمدی ہو؟" جواب اثبات میں تھا۔ اس پر خواجہ صاحب کہنے لگے ڈاکٹر غلام اللہ ایک دن تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ ایک تو وجہ یہ تھی کہ میرے زوالوجی مضامین وغیرہ میں اچھے گریڈ آیا کرتے تھے۔ جسکا ڈاکٹر صاحب کو علم تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے میرے متعلق جاننے کا ایک اور ذریعہ بھی تھا۔ وہ ذریعہ ڈاکٹر کمانڈر عبداللطیف صاحب تھے۔ جو زراعتی کالج میں اس وقت پروفیسر تھے بعد میں کالج کے پرنسپل بن گئے کمانڈر صاحب میرے استاد بھی تھے اور مزید برآں احمدی ہونے کی وجہ سے میرے ان سے ذاتی مراسم بھی ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر غلام اللہ جب لائلپور آتے تو کمانڈر صاحب کے ہاں ہی اکثر قیام فرماتے۔

ڈاکٹر صاحب کے میرے بارے میں واقفیت کی ایک اور وجہ بھی تھی وہ وجہ یہ تھی کہ ہمارا اور ان کا خاندان ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے تھے۔ گو ہمارے گاؤں مختلف تھے۔ لیکن راجپوت برادری کے احمدی ہونے کی وجہ سے ہمارے خاندانوں کے دیرینہ مراسم تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے والد چوہدری دوست محمد خان (ایم۔اے گولڈ میڈلسٹ) ڈاکٹر صاحب کے والد چوہدری غلام احمد صاحب کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور غالباً خاندانی تقاریب میں آنا جانا بھی تھا۔ اس کے علاوہ میرے والد صاحب ڈاکٹر صاحب کے خسر چوہدری عبدالعزیز آف سٹروعہ کو بھی اچھی طرح جانتے تھے۔

ایک دفعہ مجھے پاکستان سول سروس کمیشن کے لئے ایک ریفرنس کی ضرورت تھی۔ میں براہ راست ڈاکٹر غلام اللہ صاحب سے متعارف تو نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے خسر چوہدری عبدالعزیز سے ریفرنس کی ضرورت کا ذکر کیا۔ انہوں نے ڈاکٹر غلام اللہ کا مکمل پتہ وغیرہ دے دیا۔ میرے خط لکھنے پر ڈاکٹر صاحب نے ریفرنس کمیشن کو بھیج دیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس نیکی کی احسن جزاء دے۔

جب زراعتی کالج زرعی یونیورسٹی میں تبدیل ہو گیا تو مجھے وہاں ملازمت مل گئی۔ میں چند ایک لڑکوں کے ساتھ مل کر لائل پور کی جناح کالونی میں رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب اپنے سرکاری کام سے لائل پور آئے تو مجھے پیغام بھیجا کہ وہ میری قیام گاہ پر آنے کے خواہش مند ہیں۔ رابطہ پیدا ہوا۔ وہ میرے گھر تشریف لائے۔ اس وقت اتفاق ایسا تھا کہ میرے کمرے کا بلب خراب تھا۔ میں نے کہیں سے بلب ڈھونڈا اور کمرہ میں روشنی ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب میرے بلب کی تلاش اور پھر اس کو صحیح جگہ پر لگانے کی کارروائی کو دیکھ کر مسکراتے رہے۔

ایک دفعہ مجھے یونیورسٹی کے کام سے پشاور جانا ہوا جہاں ڈاکٹر صاحب بیالوجی ریسرچ کے ڈائریکٹر تھے۔ میں یونیورسٹی کے ہاسٹل میں ٹھہرا۔ وہاں ایک شام میں ڈاکٹر صاحب کو ملنے گیا۔ وہ خود تو گھر پر نہ تھے۔ ان کے گھر والوں نے میری تواضع کی۔ اس غیر معمولی تواضع کی غالباً وجہ یہ تھی کہ میری والدہ چند ماہ قبل ڈاکٹر صاحب کے ہاں آئی تھیں۔ تاکہ کچھ رشتہ ناطہ کی بات چلائی جا سکے۔ پھر یہ بات اتنی بڑھ گئی کہ ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء کو میری شادی ڈاکٹر صاحب کی بڑی بیٹی بشریٰ سے ہو گئی۔ ہمارا نکاح حضرت مولانا ابوالعطاءؓ صاحب جالندھری نے پڑھایا جو کہ ہمارے ساتھ پشاور خاص اسی کام سے گئے تھے۔ مولانا صاحب میری والدہ کے بھائی بنے ہوئے تھے۔

شادی کے پندرہ دن بعد میں اور میری بیوی امریکہ آ گئے۔ اور چھ سال کے قریب MADISON WISCONSIN (U.S.A) میں رہے۔ ہمارے دونوں بیٹے طاہر اور عامر وہیں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کو اعلیٰ تعلیم کا اتنا شوق تھا کہ مجھے بار بار لکھتے کہ پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کر کے واپس آنا۔ کہیں صرف ایم۔ ایس سی پر ہی اکتفا نہ کرنا۔ جب میں پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کر کے واپس پاکستان گیا تو ڈاکٹر صاحب ابھی پشاور میں ہی تھے۔ ہماری فیملی کو دیکھ کر پھولے نہ سماتے۔ اور میرا تعارف اعلیٰ طبقہ سے کرواتے۔ اور اکثر مجھے ڈاکٹر صاحب کہہ کر پکارتے۔ ان کو اس بات کا بھی احساس تھا کہ مجھے اپنی مناسبت کی ملازمت نہیں ملے گی۔ گو ان کی خواہش تو تھی کہ میں پاکستان میں ہی مستقل رہائش اختیار کر لوں۔ جب میں کبھی ذکر کرتا کہ ہم نے واپس امریکہ یا کینیڈا چلے جانا ہے تو کبھی شدید مخالفت نہ کی۔ مجھے زرعی بنک کے مرکزی دفاتر کراچی میں ملازمت مل جانے پر خوش تو ہوئے لیکن کبھی ذکر کر دیتے کہ پاکستان میں پڑھائی اور تجربہ کی بناء پر ملازمت نہیں ملتی۔

جب ہم نے WINNIPEG (CANADA) میں سکونت اختیار کر لی تو چند ایک بار ڈاکٹر صاحب ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک دفعہ میں انہیں اپنی پروفیشنل سوسائٹی کے ڈنر پر لے گیا۔ وہاں میں نے ان کا تعارف کروایا۔ ان کی تعلیم۔ تجربہ اور ریسرچ کا ذکر کیا۔ آخر میں میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کی ایک خاص بات قابلِ ذکر یہ ہے کہ وہ میرے خسر ہیں۔ اس پر سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اور ڈاکٹر صاحب بہت ہی زیادہ محظوظ ہوئے۔

جب وہ آخری بار میرے پاس ونی پگ میں آئے تو ان کی طبیعت علیل تھی۔ لیکن باوجود اس کے باقاعدہ سیر کرتے رہے۔ ہمارا موجودہ گھر ایک جھیل اور ندی کے کنارے واقع ہے اس کے ساتھ پیدل چلنے کا خوبصورت راستہ بنا ہوا ہے۔ اس پر سیر کر کے بہت لطف اندوز ہوتے۔ اور شکر ادا کرتے کہ گھر کتنی اچھی جگہ واقع ہے۔

اس وقت یہ چند ایک واقعات ذہن میں آ رہے ہیں۔ جبکہ مکرم ڈاکٹر غلام اللہ صاحب کی یاد تازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے اور اپنے فضلوں کی بارش فرمائے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"یاد رکھو۔ خدا کی توفیق کے بغیر دین کی خدمت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص دین کی خدمت کے واسطے شرح صدر سے اٹھتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا۔"

ایک مہربان جزیرہ

(طوالو)

عزیزہ فرزانہ ایاز (عمر ۱۲ سال) طوالو سے ہم سب کو نئے سال کی مبارکباد بھیجتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میں آجکل اپنے والدین کے ہمراہ طوالو میں مقیم ہوں۔ یہ بحرالکاہل کے بیچوں بیچ اندر ایک جزیرہ ہے جسکے دارالخلافے کا رقبہ دس مربع میل ہے اور اسکی آبادی ۲۸۳۶ افراد۔ طوالو کے کل ۹ جزیرے ہیں اور ۹ جزیروں کی آبادی ملاکر ۸۲۲۹ ہے۔ ہم فونافوٹی میں رہتے ہیں۔ اگر نقشے پر طوالو دیکھیں تو یہ بالکل ایک ذرا سا نشان لگتا ہے۔ اسکے سب سے زیادہ قریب آسٹریلیا ہے اور طوالو میں آسٹریلیا ہی کا سکہ استعمال کیا جاتا ہے۔ خوراک کا بھی زیادہ تر سامان آسٹریلیا ہی سے آتا ہے۔ یہاں صرف ایک ایئرپورٹ ہے اور یہ فونافوٹی میں ہے۔

چالیس نشستوں والا ایک ہوائی جہاز ہفتے میں تین دفعہ یہاں آتا اور یہاں سے واپس جاتا ہے۔ اور یہی جہاز ڈاک بھی لاتا اور لے جاتا ہے ایک بحری جہاز (NIUANGA II) نوانگا دوم فجی سے آتا ہے یہ دوسرے جزیروں پر بھی جاتا ہے۔ مقامی لوگ سارے کے سارے پالی نیشنز ہیں۔ جو عام طور پر لکڑی اور ناریل کے پتوں سے بنائے ہوئے گھروں میں رہتے ہیں۔ کچھ بہتر مکانات بھی ہیں جو سیمنٹ کے بلاکس سے بنائے گئے ہیں۔ لیکن یہ صرف فونافوٹی میں ہیں اور ہیں بھی بہت کم۔ ایک بینک ایک ڈاکخانہ ایک ہوٹل ایک ریڈیو سٹیشن اور گورنمنٹ کے دفاتر بھی یہاں موجود ہیں۔ یہاں پر تمام لوگ یا بائیسکل استعمال کرتے ہیں یا موٹر سائیکل۔ جہاں تک کاروں کا تعلق ہے یا ایسی ہی کسی اور سواری کا تو وہ یہاں بہت کم پائی جاتی ہے۔ البتہ پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے تین بسیں یہاں موجود ہیں۔ یہ بسیں روزانہ جزیرے کے ایک حصے سے لے کر دوسرے حصے تک سفر کرتی ہیں۔ مقامی لوگوں کی خوراک زیادہ تر کوکونٹ اور مچھلی ہے۔ اور یہ چیزیں یہاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ بہت سی چھوٹی چھوٹی دکانیں بھی ہیں۔ اور ان میں ایک سپر سٹور بھی موجود ہے۔ جسکا نام فوسی (FUSI) ہے اس میں زندگی کی تقریباً ہر ضرورت میسر آ جاتی ہے۔ یہاں پر خواندگی کی شرح خاصی اونچی ہے۔ ایک یونیورسٹی ہے جو فونافوٹی میں ہے۔ ہر جزیرے میں ایک پرائمری سکول ہے یہاں ایک سیکنڈری سکول ہے جو ایک اور جزیرے پر جسکا نام؟ وائی ٹوپا ہے قائم ہے۔ یہاں پر طالب علموں کے لیے بورڈنگ ہاؤس بھی موجود ہے۔ ان طالب علموں میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں۔ فونافوٹی میں یہاں کی عیسائی تنظیم ایک سیکنڈری سکول تعمیر کر رہی ہے جو تقریباً مکمل ہو چکا ہے بلکہ اسکا افتتاح بھی کیا جا چکا ہے۔ فونافوٹی میں ایک لائبریری ہے جسکے لئے کتابیں عام طور پر آسٹریلیا سے آتی ہیں۔ یہاں پر عیسائی، بہائی، یہوواہ وٹنس کیتھولکس، سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ موجود ہیں۔ عام طور پر آب و ہوا گرم ہے اور تقریباً ہر روز سورج خوب چمکتا ہے۔ لیکن موسم برسات میں بارش بھی خوب ہوتی ہے۔ ۱۹۷۲ء میں طوالو کو ایک بہت بڑے طوفان کا سامنا کرنا پڑا اور سمندری لہروں سے یہ جزیرہ سارے کا سارا تباہ ہو گیا۔ اس موقعہ پر ۶ افراد کی موت بھی واقع ہوئی۔ باقی جو لوگ بچ رہے۔ وہ زیادہ تر کوکونٹ کے درختوں پر چڑھ کر بچے۔ جو سارے جزیرے میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہیں۔ چونکہ سمندری لہریں سب کچھ بہا کر لے گئی تھیں۔ اسلئے اس جزیرے کو اب دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں فونافوٹی میں ایک بیس بیڈ کا ہسپتال ہے اور چھوٹی چھوٹی دکانیں ہر جزیرے میں دوائیاں سپلائی کرنے کے لیے موجود ہیں۔ ایک پولیس سٹیشن ہے اور ایک جیل۔ طوالو میں بعض لوگوں کے گھروں میں ٹیلیفون بھی ہے لیکن حکومت نے پبلک کے لیے ٹیلی کمیونیکیشن مرکز قائم کیا ہوا ہے۔ یہاں ٹیلیوژن موجود نہیں ہے۔ موسم کا حال بتانے کے لیے فونافوٹی جزیرے میں حکومت نے ایک دفتر قائم کیا ہوا ہے۔ یہاں کی فضا خدا کے فضل سے نہایت اچھی ہے۔ بلکہ اسے مہربان کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ جگہ ہے تو چھوٹی سی لیکن جہانتک آپس کے تعلقات اور ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کا تعلق ہے اس سے پتہ چلتا ہے اس جگہ کا دل بہت بڑا ہے۔ اگر دنیا کا کوئی کنارہ ذہن میں لایا جائے تو طوالو کا خیال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے آگے سوائے ڈیٹ لائن کے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں خیریت سے رکھے اور خوش رکھے

باقی صفحہ ۶ پر

کیا آپ الفضل خود خرید کر پڑھتے ہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دُعا

○ مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر کی ہمشیرہ محترمہ امتہ الرشید صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب آنکھوں کے اپریشن کے سلسلہ میں راولپنڈی گئی تھیں لیکن طبیعت کی زیادہ کمزوری کی وجہ سے اپریشن ملتوی کرنا پڑا۔ اب وہ ربوہ واپس آگئی ہیں اور تاحال بیمار ہیں۔

احباب ان کے لئے دُعا کریں۔

اعلان نکاح

○ عزیزہ صاعقہ نواز صاحبہ بنت رانا محمد نواز صاحب حال مقیم جرمنی کا نکاح مکرم عدنان شہزاد صاحب ابن مکرم محمد مالک صاحب چٹھہ سکنہ مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے مبلغ ۵۰ ہزار روپے حق مہر پر بیت محمود ربوہ میں مورخہ ۲۱، دسمبر ۹۰ء بعد نماز عصر پڑھا۔ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترم قاضی محمود احمد خان صاحب ابن حضرت قاضی محبوب عالم صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مورخہ یکم جنوری ۱۹۹۱ء بوقت صبح ڈیڑھ بجے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ موصوف موصی تھے اور نیلا گنبد جماعت کے عرصہ ۲۴ سال سے صدر تھے آپکی وفات کراچی میں آپ کے فرزندِ اکبر نصیر احمد صاحب راجپوت کی رہائش پر ہوئی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ ۲، جنوری ۹۱ء کو بعد از نماز فجر بیت مبارک میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے دُعا کروائی

احبابِ موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم ماسٹر منظفر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۷، نومبر ۸۸ء کو بیٹا عطا کیا تھا جو وقفِ نو میں شامل تھا۔ ۶، دسمبر ۱۹۹۰ء کو بچہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

ولادت

○ مکرم محمد خان صاحب لیبارٹری ٹیکنیشن فضل عمر ہسپتال ربوہ کو خدا تعالیٰ نے مورخہ ۱۰، جنوری ۱۹۹۱ء کو پہلی بیٹی کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت "ساجد احمد تبریز" عطا کیا ہے۔ نومولود مکرم عبدالرحمٰن صاحب بسراء دارالعلوم وسطی ربوہ کا پوتا اور مکرم چوہدری محمد لطیف صاحب گھمن کا نواسہ ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔

نتیجہ مقابلہ بین المجالس اطفال الاحمدیہ پاکستان

مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کے سال ۹۰-۱۹۸۹ء میں کارکردگی کے لحاظ سے درج ذیل مجالس اطفال الاحمدیہ امتیازی پوزیشن کی حقدار قرار پائی ہیں۔

اوّل - مجلس وحدت کالونی۔ لاہور
دوم - مجلس کُنری ضلع تھرپارکر
سوم - مجلس عزیز آباد۔ کراچی
چہارم - مجلس اسلامیہ پارک۔ لاہور
پنجم - موسے والا ضلع سیالکوٹ

(مہتمم اطفال)

مکرم نصیر احمد صاحب شفیق ایم ایس سی (جن کے نکاح کا اعلان مورخہ ۱۹، جنوری کے شمارہ میں شائع ہوا ہے) مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب ایم اے انچارج خلافت لائبریری ربوہ کے صاحبزادے ہیں۔

قابل اور مُستند اساتذہ کی فوری ضرورت

جماعت احمدیہ کے ایسے بی اے، بی ایس سی۔ بی ایڈ یا کوئی اور تعلیمی ٹریننگ کی ڈگری یا ڈپلومہ رکھنے والے نوجوان یا ریٹائرڈ افراد (مرد و خواتین) جو نرسری سکولوں میں بچوں کی تعلیم و تدریس کی قابلیت یا تجربہ رکھتے ہوں نیز خدمتِ سلسلہ کا ولولہ اور شوق بھی رکھتے ہوں حسب ذیل کوائف کے ساتھ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو فوری طور پر مطلع فرماویں۔ جن کو خدمت کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ انہیں ان کی تعلیمی اسناد اور قابلیت کے مطابق مشاہرہ دیا جائے گا۔ رہائش کا انتظام ان کا اپنا ہوگا۔ انٹرویو کے لئے اپنے خرچ پر آنا ہوگا۔ حسب ذیل کوائف بھجوانے ضروری ہیں:۔

۱ - نام
۲ - ولدیت
۳ - پورا پتہ
۴ - تمام تعلیمی اسناد سرٹیفکیٹ یا ڈپلوماز کی فوٹو سٹیٹ نقول بالخصوص میٹرک کی سند کی نقل۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

معلمین کی ضرورت ہے

ایسے احباب جماعت جن کو خدمت دین کا شوق ہے وہ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق سے دفتر وقف جدید کے نام ارسال کریں۔ جس میں اپنے کوائف نام، ولدیت، عمر، تعلیم، سکونت درج ہوں۔

ناظم ارشاد۔ وقف جدید

بقیہ: ص۳ سے آگے

طرف اڑتی ہوئی نظر آئی وہ خوبصورت رنگوں والے لباس میں لپٹی ہوئی تھی اور اسکے پَر تھے۔ جن سے وہ اڑتی ہوئی آرہی تھی۔ میں رویاء میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت مریمؑ ہیں نیچے آکر جیسے مرغی اپنے پَر پھیلا کر بچوں کو اپنے پروں کے نیچے لے لیتی ہے اسی طرح اس نے بچے پر اپنے پَر رکھ دیئے اور جب اس نے ایسا کیا تو میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ لو کری ایٹس لو (LOVE CREATES LOVE) یعنی محبت محبت پیدا کرتی ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے سمجھا کہ مریم جو رویا میں مجھے بطور ماں دکھائی گئی ہے اس سے مراد خدا تعالیٰ کی محبت ہے اور بچہ جو مسیح کی شکل میں دکھایا

گیا وہ روح کی خدا تعالیٰ کی طرف انابت اور جھکنے کا تمثل تھا۔ جب انسانی روح خدا تعالیٰ کی طرف جھکتی ہے تو اسکے نتیجے میں ایک روحانی وجود پیدا ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو ایسا ہی پیارا ہوتا ہے جیسے ماں کو اسکا بچہ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جسم کے ساتھ پیار نہیں کیا کرتا۔ وہ وجود جس کے ساتھ خدا تعالیٰ پیار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ مل کر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے لیے خدا بمنزلہ ماں بن جاتا ہے۔ یہی سبق اللہ تعالیٰ نے کفار کو دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ کیا وہ زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ ہم نے اس میں کیسے کیسے خوبصورت جوڑے پیدا کر دیئے ہیں۔ پھر کیا وہ اس نظارے کو دیکھتے ہوئے نہیں سمجھ سکتے کہ جس طرح مادی دنیا میں ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے۔ اسی طرح انکی روح بھی اپنی طاقتوں کے اظہار کے لیے ایک جوڑے کی محتاج ہے۔ اور یہ جوڑا خدا تعالیٰ کی رحمت سے مل کر مکمل ہوتا ہے پس اگر وہ اپنی روحانی نسل کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں اس خدائی رحمت کے ہاتھ کو تھام لینا چاہیئے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں اسکی طرف سے بلند ہوا ہے۔ ورنہ جسطرح ایک بانجھ عورت اولاد سے محروم رہتی ہے اسی طرح وہ ان روحانی نعماء سے محروم رہیں گے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے لٹائے جا رہے ہیں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

کہ طوالو ایک نہایت پیاری جگہ ہے۔ میں یہاں تیسری دفعہ آئی ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اس کے بعد بھی خدا نے چاہا تو کبھی نہ کبھی یہاں آتی رہونگی۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

فائدہ پہنچتا ہے اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن اس سے عظیم الشان قومی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

دوسرے آپ کو لوگوں سے الگ نظر آنا چاہیئے۔ کیونکہ معاشرہ کی برائیوں سے دُور رکھنے کے لئے آپ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ دوسروں سے الگ دکھائی دیں تاکہ آپ کے دل میں اگر کبھی بد خیال کا چور داخل بھی ہو تو دوسری سوسائٹی آپ کو اپنے اندر جذب نہ ہونے دے۔ وہ یہ کہیں کہ نہیں جی، آپ تو ہمارے ساتھ ملتے ہی نہیں۔ آپ اور قسم کی چیز ہیں۔"

(خطاب فرمودہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وسیم احمد ابن مکرم جمیل احمد صاحب
بشیر آباد ۔ سندھ

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

عطیۃ القادر بنت مکرم عبدالمجیب صاحب شاہد
عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ

بلال افضال ابن مکرم افضال احمد صاحب
گولیکی ضلع گجرات

طاہرہ یاسمین بنت چوہدری محمد حامد صاحب
حویلیاں کینٹ

فاتح احمد ابن مکرم عبدالکریم صاحب
کنری ضلع تھرپارکر

شمیم احمد ابن مکرم راجہ سلیم احمد صاحب
نصیر آباد ربوہ

محمد ابرار اکبر ابن مکرم صفدر محمود صاحب
بھیرہ ضلع سرگودھا

مدثر احمد ابن مکرم داؤد احمد صاحب
۵۸/۳ ٹکڑا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

سلمان بشارت ابن مکرم بشارت احمد خان صاحب
فیکٹری ایریا ربوہ

عائشہ احمد بنت مکرم مستری مشتاق احمد صاحب
دارالنصر شرقی ربوہ

طوبیٰ نایاب بنت مکرم شیخ سلیم احمد صاحب
دارالشکر ربوہ

شہباز احمد ابن مکرم شوکت علی صاحب
سرشمیر روڈ ضلع فیصل آباد

عبدالحیٔ ابن مکرم ڈاکٹر صدیق احمد صاحب
گول بازار ربوہ

مقصود احمد بٹ ابن مکرم عبدالقدیر صاحب بٹ
باب الابواب ربوہ

حبیبۃ النصیر بنت مکرم بشارت احمد صاحب ریحان
کوارٹر نمبر ۳۶ ۔ ایچیسن کالج لاہور

عطاء الوہاب مجید ابن مکرم عبدالمجید صاحب طارق
دارالنصر وسطی ربوہ

نصیر الرحمٰن بنت مکرم غازی محمد نجیب الرحمٰن صاحب ۔ کھلنا بنگلہ دیش

خشنود احمد طاہر ابن مکرم مبشر احمد صاحب
دارالیمن وسطی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخباری سُرخیاں

پیر پگاڑا

میں جی ایچ کیو کے ساتھ ہوں۔ مگر ان کے پے رول پر نہیں۔ ویسے سبھی جی۔ ایچ۔ کیو کے ساتھ ہیں۔ دو قومی نظریہ کو اس سے فائدہ اٹھانے والے بھی بھول چکے ہیں۔ اب تو دو قومی نظریے سے مراد یہی نظر آتا ہے کہ فوج اور غیر فوجی یا جی۔ ایچ۔ کیو والے اور ان کے مخالفین مسئلے کا حل یا کرسی والے کے پاس ہوتا ہے یا پنکچر لگانے والے کے پاس۔ شریعت بل آیا تو پھر آئین کو کھرچ کر باہر پھینکنا ہوگا۔ کیونکہ پھر تو خلیفہ ہوگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ خلیفوں کو انسانوں کے بنائے دستور کی ضرورت نہیں۔ دستور ہوں گے نہ ایوان صرف اہل الرائے ہوں گے جو خلیفہ کو مشورہ دیں گے۔ صدر مملکت اگلی ٹرم تک رہے تو شاید پھر منتخب ہو جائیں۔ مگر خدا معلوم وہ مجھ سے صرف ۱۴ سال بڑے ہیں۔ اپنے بارے میں یقین نہیں تو ان کے بارے میں کیا کہوں۔

ولی خاں

"ملا لوگ،، منبر اور جائے نماز سے تعلق رکھتے ہیں۔ شریعت بل یا حکومت چلانا ان کے بس کی بات نہیں۔ مودودی، نورانی، فضل الرحمن اور سمیع الحق نے اپنی اپنی دکان کھول رکھی ہے۔ اور وہ مذہب کے نام پر لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ اسلامی اتحاد غلاموں اور کنیزوں والا اسلام لانا چاہتا ہے۔

خبر ۔ شریعت بل قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ ملتوی۔ ماہرین کی کمیٹی بل کو تمام آئینی خامیوں سے پاک کرے گی جس کے بعد بل پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔

پیپلز لٹریری سوسائٹی کا مذاکرہ

ارکان اسمبلی نے جونیجو سے کہا تھا کہ جنرل ضیاء کو گرفتار کر لو ورنہ خانہ خراب ہو جائے گا۔ ہم چاہتے ہیں وزیر اعظم صدر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں ایسا نہ ہوا تو پنجاب بینک بنانے پر ان کے خلاف بھی ریفرنس پیش ہوگا۔ جام صادق کے شراب پینے پر مولوی بھی خاموش ہیں۔

پاکستان جیورسٹس ایسوسی ایشن کے صدر اور ممتاز قانون دان میاں محب اللہ کاکاخیل :

قصاص اور دیت آرڈی ننس ۷ جنوری سے منسوخ ہو کر غیر مؤثر ہو چکا ہے۔ آرڈی ننس اجراء کے چار ماہ کے اندر اندر پارلیمنٹ میں پیش ہو کر منظور ہونا لازمی ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہونے کے باعث آرڈی ننس کی کوئی قانونی یا آئینی حیثیت باقی نہیں رہی۔ مقدمات بھی منسوخ تصور ہوں گے۔

پیر پگاڑا

سروں کی فصل پک کر کٹنے کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ کب فصل کٹے گی یہ حالات پر منحصر ہے۔ شریعت بل محض بل نہیں پورا آئین ہے۔ اس کا نام ہی شریعت آئین ہونا چاہیئے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک فرد کو خلیفہ کے اختیارات مل جائیں۔ اور وہ انہیں بلا روک ٹوک استعمال کرے۔ صدر کے اختیارات کیا ہوں گے حکومت کیسے چلے گی۔ عدلیہ کیا ہوگی۔ مالیات واجبات، کاروبار اور بینکنگ کا کیا ہوگا۔ شریعت کی تشریح کیا ہوگی۔ اس کا فیصلہ اجماع کرے گا۔ یہ فیصلے وفاق اور چندے پر چلنے والے لوگ نہیں کر سکتے۔ میں نے اپنا بال ملاؤں کی نہیں باشعور لوگوں کی کورٹ میں پھینکا ہے۔ صرف اس شریعت بل کو ووٹ دوں گا جو مکمل قابلِ عمل ہوگا۔

ضرورت ٹریکٹر ڈرائیور و باورچی

خاکسار کو اپنی اراضی واقع گھونڈ نزد ہڈیارہ ضلع لاہور میں ایک ٹریکٹر ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ خواندہ ڈرائیور کو ترجیح دی جائے گی۔ اسی طرح گھر کیلئے ایک باورچی کی ضرورت ہے۔ معقول مشاہرہ حسب لیاقت و تجربہ دیا جائے گا۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مقامی عہدیدار یا مربی کی تصدیق سے بھجوائیں۔

سردار عبد الشکور
۱۷۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان میں عراق پر اسرائیلی حملہ کیخلاف مظاہرے شدت اختیار کر گئے ہیں۔ کراچی میں تین بینک دو سینما ہاؤس اور ایک ٹیکسٹائل مل کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ پشاور میں پولیس کے ساتھ جھڑپ میں چھ افراد زخمی ہو گئے۔ بی بی سی کی اطلاع کیمطابق راولپنڈی میں ایک سینما میں دھماکہ کے نتیجے میں چار افراد ہلاک اور چالیس سے زیادہ زخمی ہو گئے۔

○ ایک اخباری اطلاع کیمطابق وفاقی حکومت نے پولیس اور پیرا ملٹری فورس کو ایک سرکلر جاری کیا ہے جس کے مطابق انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ صدر صدام کے حق میں نکلنے جانے والے جلوسوں سے سختی سے نمٹا جائے

○ پاکستان میں ایڈز کا مرض اچانک زور پکڑ گیا ہے۔ تاحال ۶۷ مریضوں کا سراغ ملا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ مریضوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

○ گوجرانوالہ میں ایک اشتہاری مجرم نے فائرنگ کر کے پولیس کے دو مخبروں کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ پیپلز پارٹی پنجاب نے ۲۱ جنوری کو موچی دروازہ لاہور میں خلیج کی صورت حال پر جلسہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔

○ سابق رکن پنجاب اسمبلی شیخ اقبال کو انجمن سپاہِ صحابہ کے لیڈر ایثار القاسمی کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔

○ ایک بحری جہاز کے ذریعہ ۷۸۸ مسافر جدہ سے کراچی پہنچ گئے۔

○ لاہور میں پتنگ بازی کے دوران ۴۳ بچے چھتوں سے گر کر زخمی ہو گئے۔ ۹ بچوں کی حالت تشویشناک ہے۔

○ سرحد کے بعد اب سندھ میں بھی تمام تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے ہیں۔

○ اسلام آباد میں عراقی صدر صدام حسین کی بڑی بڑی رنگین تصاویر سب سے زیادہ فروخت ہونے والا آئیٹم ثابت ہو رہی ہیں۔ اُدھر پولیس نے امریکی حملہ کے خلاف پوسٹر لگاتے اور صدام حسین کی تصاویر فروخت کرنے والے شہریوں کی گرفتاریاں شروع کر دی ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے اسرائیل پر میزائیلوں سے حملہ کے بعد امریکہ نے فوری طور پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ اسرائیل کو پیٹریاٹک نامی میزائیل شکن راکٹ مہیا کئے ہیں جو وہاں نصب بھی کر دئے گئے ہیں اور ان کو چلانے کے لئے امریکی عملہ بھی متعین کر دیا گیا ہے۔

○ اسرائیل نے کہا ہے کہ عراقی حملہ سے ۴۷ افراد زخمی ہو گئے۔ لیکن ابھی اسرائیل اس حملہ کے بدلہ میں جوابی کارروائی نہیں کرے گا۔

○ امریکہ اور اس کی اتحادی فوجوں کی عراق پر زبردست بمباری جاری ہے۔ اتحادی فوجیں میزائیلوں کے اڈے تباہ کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہیں۔

○ امریکہ نے عراق کے کچھ فوجیوں کو قیدی بنا لیا ہے۔ اُدھر عراق نے امریکہ کے بہت سے پائلٹ گرفتار کر لئے ہیں اور انہیں ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا ہے واشنگٹن میں امریکہ نے عراقی ناظم الامور کو طلب کر کے کہا ہے کہ عراق کو جنگی قیدیوں کے بارہ میں جنیوا کنونیشن پر عمل کرنا چاہیئے۔

○ اردن کے شاہ حسین نے جنگ روکنے کی اپیل کی ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں جنگ کے خلاف زبردست مظاہرے ہو رہے ہیں۔

○ عراق نے اتحادی فوجوں کے ۱۴۲ طیارے تباہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ امریکہ اور روس کے سربراہوں کی مجوزہ ملاقات اگلے ماہ پروگرام کے مطابق ہو رہی ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں سیکیورٹی افواج سے تصادم کے دوران ۱۶ افراد ہلاک ہو گئے۔